مسلمانوں پر اہم فرض

نماز کی پابندی

پروفیسر تنویر قاسم

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

نماز میں پابندی وقت قرآن کریم کی روشنی میں:

اور سابق میں نماز پنجگانہ کے اوقات سے تعلق رکھنے والی تفصیلات میں تمام نمازوں کے اوقات کی تعین تو آ گئی ہے اور اول وقت مین نماز کو ادائیگی کی فضیلت پر دلالت کرنے والی بعض احادیث بھی ذکر کی جا چکی ہیں۔ جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں پابندی وقت بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہا نماز پڑھ لی بلکہ اصل یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہو جائے اسے ادا کرنے میں تاخیر اور سستی نہیں ہونی چاہیئے یہاں تک کہ دوران جنگ بھی نماز کا وقت ہو جائے تو اگرچہ اس کا طریقہ ادا بدل جاتا ہے مگر بلاوجہ اس کے وقت میں تقدیم وتاخیر کی اس حال میں بھی اجازت نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ سورہ بقرہ آیت ۲۳۹ میں ارشاد الٰہی ہے:

فان خفتم فرجالا او رکبانا فاذا امنتم فاذکروا الله کما علمکم مالم تکونوا تعلمون.

اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو تو پیدل چلتے چلتے یا سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی نماز ادا کرلو

.اگر تمہیں دشمن کا خوف ہو تو پیدل چلتے چلتے یا سواری پر بیٹھے بیٹھے ہی نماز ادا کرلو۔ ہاں جب تم دشمن کے خوف سے امن پاؤ تو پھر اللہ تعالیٰ اسی طرح یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں سکھلایا ہے۔ جو کہ تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

اور سورہ نساء آیت ۱۰۳ میں صلاۃ الخوف کا طریقہ ذکر ہوچکے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فاذا اطماننتم فاقیموا الصلاة ان الصلوٰة کانت علی المومنین کتابا موقوتا.

اور جب تم دشمن کے خوف سے مطمئن ہوجاؤ تو پھر (مقررہ اوقات میں ہی) نماز قائم کرو کیونکہ اہل ایمان پر مقررہ اوقات میں نماز کا ادا کرنا فرض ہے۔

اور سورہ بقرہ میں طلاق وغیرہ کے مسائل کے تزکرہ کے درمیان ہی آیت ۲۳۸ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

حافظو ا علی الصلوٰۃ والصلوۃ الوسطیٰ وقوموا لله قانتین.

سب نمازوں کی بروقت ادائیگی ۰ محافظت کرو اور خاص طور پر درمیانی نماز کی اور دوہان نماز اللہ کے سامنے ادب وعاجزی سے کھڑا ہوا کرو۔

مسائل طلاق کے درمیان نماز کی پابندی واہتمام کا ذکر لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ معاشی معاشرتی یا عائلہ کسی بھی قسم کی مصروفیات میں نمازوں کے اوقات کا پورا پورا خیال رکھو اور اس میں تقدیم وتاخیر نہ کرو۔

معاشی معاشرتی یا عائلہ کسی بھی قسم کی مصروفیت میں نمازوں کے اوقات کا پورا پورا خیال رکھو اور اس میں تقدیم وتاخیر نہ کرو

اور اس آیت والصلوٰۃ الوسطیٰ یعنی درمیانی نماز سے کون سی نماز مراد ہے اس کی تعیین کے سلسلہ میں اہل علم کے متعدد اقوال ہیں۔

نماز وسطیٰ

خصوصی اہمیت کی اس نماز کی تعیین میں اہل علم کے متعدد اقوال ہیں جن میں سے بعض کا قول

یہ ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے کچھ کا کہنا ہے کہ یہ نماز ظہر ہے۔ایک قول کے مطابق اس سے مراد نماز مغرب ہے اور کسی نے نماز عشاء کہا ہے۔بعض نے کہا ہے کہ پانچوں میں سے کوئی ایک ہے مگر اسے لیلۃ القدر کی طرح مبہم رکھا گیا ہے کسی نے نماز باجماعت کو وسطیٰ قرار دیا ہے اور نماز جمعہ نماز خوف عیدالفطر عیدالاضحیٰ نماز وتر اور نماز ضحیٰ یا چاشت کو بھی نماز وسطیٰ کہا گیا ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ پانچوں نمازوں کے مجموعے کو نماز وسطیٰ کہا گیا ہے جبکہ ان میں سے اکثر اقوال بلا دلیل ہیں۔خصوصا نماز جمعہ نماز خوف نماز عیدالفطر وعیدالاضحیٰ نماز وتر اور نماز ضحیٰ کو الصلوٰۃ الوسطیٰ کہنے والوں کے پاس قران و سنت کی واضح مرفوع اور صحیح وصریح دلیل کوئی نہیں ہے۔

اور ابن ابی حاتم میں حضرت ابن عمرؓ سے جو روایت بیان کی ہے کہ نماز پنجگانے کے مجموعے کا نام نماز وسطیٰ ہے اس روایت کو امام ابن کثیرؒ نے محل نظر قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ امام ماوراء البحر علامہ ابن عبدالبرؒ پر تعجب ہے کہ انہوں نے کثیر الاطلاع اور قوی الحافظہ ہونیکے باوجود نماز پنجگانہ کے مجموعے والے اسی قول کو اختیار کیا ہے حالانکہ قرآن وسنت اور آثار صحابہ میں سے کوئی بھی اس کی دلیل نہیں ہے اور یہ جو حضرت زید بن ثابتؓ سے منقول ہے اور حضرت سعید بن مسیب قاضی شریح حضرت ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت نافع، ربیع بن خثیم امام قرطبی اور امام الحرمین جوینی رحمھم اللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کی طرح نماز وسطیٰ کو بھی مبہم رکھا گیا ہے۔ یہ قول بھی اس بناء پر صحیح نہیں کہ نماز وسطیٰ کی تعیین باقاعدہ صحیح احادیث مین نبی اکرم و سے مروی ہے جیسا کہ ہم ان احادیث کو بھی ذکر کرنیوالے ہیں۔

معروف تفسیر واحدی کے مولف نے نماز عشاء نماز وسطیٰ ہونے کے قول کو اختیار کیا ہے اور امام ابن جریر طبری کی روایت غیر ثابت ہے۔ اور یہی حضرت ابن عبادؓ سے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے مگر اس کی سند بھی امام ابن کثیر کے مقبول محل نظر ہے۔اور محض یہ کہہ دینا کہ مغرب سے پہلے ظہر وعصر ہیں اور بعد میں عشاء و فجر لہذا یہ وسطیٰ ہوئی یہ نصوص کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

علمائے تفسیر کی تصریحات:

اب نماز وسطیٰ کے بارے میں صرف تین قول باقی ہیں اور وہ ہی فجر ظہر اور عصر والے۔تو آیئے ان میں راجح تر کی تعیین کرنے کیلئے احادیث رسول ﷺ اور اقوال شارحین سے پہلے علمائے تفسیر کی تصریحات ملاحظہ کریں۔

امام ابن جریر طبری:

چنانچہ سورہ بقرہ کی اس مزکورہ آیت ۲۳۸ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام المفسرین امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر کی جلد پنجم کے صفحہ ۱۶۷ تا ۲۲۷ تک مختلف اقوال اور ان کے دلائل ذکر کئے ہیں۔ اور ان ۶۰ صفحات میں دی گئی تفصیلات کا خلاصہ ص ۲۲۱ پر کیا ہے اور لکھا ہے:

والصواب من القول عن ذلک ماتظاھرت به الأخبار عن رسول الله ﷺ التی ذکرنا ھا قبل وھو انھا العصر .

اور ہماری ذکر کردہ احادیث رسول ﷺ کے مجموعے سے ثابت ہے کہ مختلف اقوال میں سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔

امام قرطبی:

اور امام قرطبیؒ نے مذکورہ آیت کے تحت لکھا ہے نماز وسطیٰ کی تعیین کے سلسلے میں اہل علم کے دس اقوال ہیں۔اور پھر ان سب کی تفصیل و دلائل بھی ذکر کئے جبکہ نماز عصر والے قول کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ حضرت علی، ابن عباس، ابن عمر، ابوہریرہ، ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی اختیار ہے۔امام شافعی اور اکثر علمائے حدیث نے بھی یہی کہا ہے اور مالکی علمائے میں سے ابن حبیب ، ابن العربی اور ابن عطیہ کی بھی یہی رائے ہے اور ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔اور آگے صحیح مسلم و ترمذی اور دیگر کتب کے بعض دلائل ذکر کئے ہیں۔اور بعض کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے امام قرطبیؒ کا ولی رجحان بادی النظر میں یہی نظر آتا ہے کہ وہ بھی کسی حد تک نماز عصر کے ہی نماز وسطیٰ ہونے کے قائل ہیں۔لیکن انہوں نے صحیح تر قول اسے قرار دیا ہے کہ وہ نماز غیر معین اور مبہم ہے کیونکہ دیگر اقوال کے دلائل متعارض ہیں اور ترجیح کی کوئی واضح صورت بھی نہیں ہے۔اور امام مسلم کا اختیار بھی یہی بتایا ہے اور صحیح مسلم، مسند عبد بن حمید، ابوداؤد فی الناسخ، ابن جریر و بیہقی محلی ابن حزم، مستدرک حاکم اور معانی الآثار الطحاوی کی وہ حدیث بطور دلیل ذکر کی ہے۔جس میں حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ پہلے یہ آیت نازہوئی۔

حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ العصر .

نمازوں کی محافظت کرو خصوصا نماز عصر کی اور جب تک اللہ نے چاہا ہم اس آیت کی اسی طرح تلاوت کرتے رہے بھی۔ یہ آیت اللہ نے منسوخ کردی اور یہ آیت اتاری۔

حافظوا علیٰ الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطی

نمازوں کی محافظت کرو خصوصا نماز وسطیٰ کی۔

تب ایک آدمی نے کہا تو پھر نماز وسطیٰ نماز عصر ہوئی اس پر حضرت براءؓ نے فرمایا میں نے تمہیں بتایا ہے کہ پہلے یہ ایت کیسے نازل ہوئی اور پھر اللہ نے اسے کیسے منسوخ کی ااور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔امام قرطبیؒ اس حدیث کو ذکر کرنیکے بعد لکھتے ہیں۔اس سے لازم ہے کہ اس نماز کی پہلے تعیین تو پہلے کی گئی مگر پھر وہ تعیین منسوخ کردی گئی اور اسے مبہم چھوڑ دیا گیا۔لہذا تعیین نہ رہی واللہ اعلم۔

علامہ آلوسی:

اور علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی جلد اول جزء دوم ص ۱۵۶، ۱۵۷ پر یہ بحث ذکر کی ہے اور لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی یوم احزاب کے واقعہ سے تعلق رکھنے والی حضرت علیؓ سے مروی حدیث رسول اللہ ﷺ کی رو سے اکثر اہل علم نے صحیح اسے ہی قرار دیا ہے کہ وہ نماز عصر ہے اور آگے چل کر انہوں نے بعض محققین کے حوالہ سے اس کے نماز عصر ہونے پر متعدد احتمالات وارد کئے ہیں۔ اور چند احادیث سے یہ واضح کیا ہے وہ نماز ظہر ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف بھی یہ قول منسوب کیا گیا ہے۔

علامہ محمد رشید رضا:

اور علامہ محمد رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار جلد دوم میں ص ۴۳۷، ۴۳۸ پر یہ بحث کی ہے اور احادیث کی رو سے سب سے صحیح تر قول نماز عصر والے قول کو قرار دیا ہے۔

امام شوکانی:

اور معروف مجتہد امام شوکانیؒ بھی منتقی الاخبار کی شرح نیل الاوطار میں بڑی تفصیل ذکر کی ہے۔ اور اس سلسلہ کے سترہ اقوال نقل کئے ہیں اور ان کے دلائل وغیرہ کے تذکرہ کے بعد سب سے راجح تر قول نماز عصر والی رائے کو ہی قرار دیا ہے۔ اور انہی سترہ اقوال کی طرف اشارہ کرکے اپنی تفسیر فتح القدیر میں بھی مذکورہ آیت کے تحت لکھا ہے۔

وارجح الاقوال واصحها ما ذهب اليه الجمهور من انها العصر لما ثبت عند البخاري ومسلم واهل السنن وغيرهم.

بخاری ومسلم اور سنن وغیرہ کتب حدیث میں ثابت شدہ احادیث کے پیش نظر صحیح و راجح تر قول جمہور کا ہی ہے جو کہتے ہیں کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

امام ابن کثیر:

انتہائی معروف ومعتبر مفسر امام ابن کثیرؒ نے مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کافی تفصیل ذکر کی ہے دیگر اقوال سے قطع نظر نماز فجر وظہر اور عصر کے نماز وسطیٰ ہونے والے اقوال کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں اور سب سے زیادہ جگہ نماز عصر سے متعلقہ دلائل کو دی ہے اور لکھا ہے کہ امام ترمذی وبغویؒ نے

بخاری ومسلم اور سنن وغیرہ کتب حدیث میں ثابت شدہ احادیث کے پیش نظر صحیح و راجح تر قول جمہور کا ہی ہے جو کہتے ہیں کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے

کہا ہے کہ اکثر صحابہ کرام اور بعد والے علماء نے نماز عصر کو ہی نماز وسطیٰ کہا ہے اور قاضی ماوردی کے بقول جمہور تابعین کا بھی یہی قول ہے اور امام ماوراء النہر علامہ ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ اکثر محدثین کرام کا بھی یہی کہنا ہے ابن عطیہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ جمہور اہل علم کا بھی یہی قول ہے اور حافظ دمیاطی کی کتاب کشف الغطاء فی تبیین الصلوۃ الوسطیٰ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ نماز عصر ہی ہے۔ اور صحابہ کرام میں سے حضرت عمر فاروق، علی، ابن مسعود، ابوایوب، عبداللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، ام المومنین حضرت حفصہ، ام حبیبہ اور ام سلمہؓ سے بھی نماز عصر ہی کی روایات وارد ہیں جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر، ابن عباس اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے (اگرچہ بعض دیگر اقوال بھی مروی ہیں لیکن) صحیح تر قول کے مطابق ان کے نزدیک بھی نماز عصر ہی ہے۔

تابعین میں سے حضرت عبیدہ ابراہیم نخعی، زید بن حبیش سعید بن جبیر، ابن سیرین، حسن بصری، قتادہ، ضحاک، کلبی، مقاتل، عبید بن مریم اور دیگر حضرات رحمہم اللہ سے بھی نماز عصر ہی مروی ہے جب کہ آئمہ وفقہاء مذاہب اربعہ میں سے امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مذہب ہے۔ اور قاضی ماوردی کے بقول امام شافعی کا بھی اور امام ابن المقتدر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے دو ارشد تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمدؒ سے (اگرچہ دوسرے اقوال بھی مروی ہیں لیکن) ان کے صحیح تر قول کے مطابق ان کے نزدیک بھی عصر ہی ہے۔ اور ابن حبیب مالکی کا اختیار بھی یہی ہے۔

نماز فجر کہنے والوں کے دلائل اور ان کا جائزہ:

نماز فجر کو نماز وسطیٰ کہنے والون نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان میں سے کسی ایک بھی مرفوع صریح روایت سے نماز فجر کے نماز وسطیٰ ہونیکا پتہ نہیں چلتا بلکہ وہ جتنی بھی روایات ہیں یا تو صحابہ پر موقوف ہیں یا تابعین کے آثار ہیں۔

امام طبریؒ نے اپنی تفسیر میں بارہ روایات وہ ذکر کی ہیں جو کہ صحابہ پر موقوف ہیں جس میں سے نو تو صرف ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ ایک روایت ابو العالیہ نے صحابی کا نام لئے بغیر بیان کی ہے۔ اور ایک عام صحابہ سے نام ذکر کئے بغیر نقل کی ہے اور ایک حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے۔ ان میں سے کسی روایت مین بھی یہ مذکور نہیں کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ نے فرمائی۔

ہاں ایک تیرھویں روایت سنن نسائی میں مرفوع بھی ہے لیکن علامہ احمد شاکر کی وضاحت کیمطابق اس روایت کی سند کے صحیح ہونے اور اس کے مرفوع ہونے کے باوجود اس میں نماز وسطیٰ کے تعلق سے آخر میں جو تفسیری الفاظ میں وہ پھر موقوف ہیں۔ یعنی حضرت ابن عباسؓ کے الفاظ ہیں نہ کہ یا نبی اکرم ﷺ۔ اور ابن کثیر میں ابن عمر وانسؓ کیطرف بھی ایسے اقوال منسوب ہیں۔

اور امام ابن جریر نے تابعین میں سے امام عطاء، عکرمہ، عبداللہ بن شداد بن ھاد اور ربیعؒ سے ایک ایک اور حضرت مجاہدؒ سے دو قول نقل کئے ہیں جس میں ان سب نے نماز فجر ہی کو نماز وسطیٰ کہا ہے۔ جب کہ ان آثار صحابہ و تابعین کے دلیل کا کام دینے یا نہ دلیل بن سکنے کے سلسلہ میں امام شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ یہ آثار صحابہ ان کے اپنے اقوال پر مبنی ہیں۔ اور ان مین سے کوئی ایک اثر بھی ایسا نہیں ہے جس مین اس بات کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ اور ایسے اقوال دلیل و حجت نہیں بن سکتے خصوصا جبکہ نبی اکرم ﷺ سے ایک بات ثابت ہو جس پر تواتر کا دعویٰ کرنا بھی ممکن ہو۔ ایسی ثابت شدہ بات کے مقابلہ میں آنیوالے اقوال تو قطعا دلیل نہیں ہو سکتے اور کسی ایسے معاملہ میں جب صحابہ کرام کے اقوال دلیل نہیں بن سکتے تو تابعین اور تبع تابعین سے مروی اقوال بالاولیٰ دلیل نہیں ہونگے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نماز فجر کو نماز وسطیٰ کہنے والوں کے دلائل میں کوئی جان نہیں ہے۔

نماز ظہر کہنے والوں کے دلائل اور ان کا جائزہ:

اور اب آیئے دیکھیں کہ نماز ظہر کو نماز وسطیٰ کہنے والوں کے پاس کیا دلائل ہیں۔ اور ان کی حجیت کی کیا حیثیت ہے۔ چنانچہ اس قول والوں کے دلائل ذکر کرتے ہوئے امام ابن جریر طبری نے تیرہ روایات ذکر کی ہیں جس میں سے آٹھ تو حضرت زید بن ثابتؓ سے موقوفا مروی ہیں اور انہیں سے ایک روایت ایسی بھی مروی ہے جسے سند کے اعتبار سے تو صحیح قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے مرفوع ہونیکو امام شوکانی نے غیر صحیح اور علامہ احمد شاکر نے وھم قرار دیا ہے۔ یعنی وہ الفاظ جو نماز وسطیٰ کی تعیین سے تعلق رکھتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے نہیں بلکہ وہ حضرت زید بن ثابتؓ ہی کے ہیں۔

اور چار روایات حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہیں جس میں سے ہی ایک میں حضرت ابو سعید خدریؓ کا ارشاد بھی شامل ہے۔ جب کہ انہی دونوں حضراتؓ سے دوسری صحیح اسناد والی روایات میں نماز ظہر کی بجائے نماز عصر بھی مروی ہے۔ جیسا کہ امام ابن کثیر نے اشارہ کیا ہے اور امام طبری نے وہ روایات بھی اپنی اسناد کے ساتھ اپنی تفسیر میں درج کی ہیں۔

ایسے ہی بعض دیگر آثار بھی ہیں لیکن صحیح بخاری و مسلم اور سنن وغیر کی ان صحیح احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو نبی اکرم ﷺ تک مرفوع ہیں۔ یعنی خود نبی اکرم ﷺ نے نماز وسطیٰ کی تعیین نماز عصر سے فرمائی ہے جیسا کہ نماز فجر کہنے والوں کے دلائل کے جائزہ کے ضمن مں بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ ایسے ہی امہات المومنین حضرت حفصہ، ام سلمہ اور عائشہؓ سے بھی تین روایات ملتی ہں جن سے نماز ظہر استدلال کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں یہ وضاحت نہیں ہے بلکہ ان سے اس کے برعکس وہ روایات بھی ملتی ہیں جس میں نماز عصر کے نماز وسطیٰ ہونیکی صراحت موجود ہے۔ لہٰذا والی روایات سے استدلال کمزور ہوگیا۔

نماز عصر کہنے والوں کے دلائل:

اکثر صحابہ و تابعین، آئمہ و فقہاء اور محدثین کرام کے نزدیک راجح تر قول یہ ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اور اس بات کے دلائل میں صرف امام ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں دو چار نہیں بلکہ چھیاسٹھ احادیث رسولؐ اور آثار صحابہ و تابعینؒ روایت کئے ہیں۔ اور علامہ احمد شاکرؒ نے درست ہی کہا ہے کہ نماز وسطیٰ کی تفسیر میں امام طبری نے ایک سو تیرہ احادیث و آثار روایت کئے ہیں اور اس موضوع پر ایسا استیعاب تفسیر طبری کے سوا کسی دوسری کتاب تفسیر و حدیث میں نہیں !البتہ انہوں نے حق ادا کر دیا ہے اور حسب عادت انہوں نے دلیل کے اعتبار سے قوی ترین رائے کو راجح قرار دیتے وقت نماز عصر ہی کو اختیار کیا ہے اور اسی کو ثابت کرنے کیلئے چھیاسٹھ احادیث و آثار بیان کئے ہیں ان سب کا یکے بعد دیگرے ذکر تو باعث طوالت ہوگا تشنگان علم مذکورہ تفسیر کی جلد پنجم کے ص ۱۶۸ سے لیکر ص ۱۹۸ تک یعنی اکتیس صفحات کا مطالعہ کر سکتے ہیں ہم یہاں تفسیر طبری اور دیگر کتب حدیث سے چند احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ و تابعینؒ ذکر کرتے ہیں۔

حدیث اول:

ان میں سے پہلی حدیث صحیح بخاری و مسلم، ابوداؤد اور مسند احمد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے اس مین وہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے دن مشرکین کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ملأ الله قبورهم وبيوتهم نارا كما شغلونا عن الصلوة الوسطىٰ حتى غايت الشمس.

اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔

جبکہ صحیح مسلم، ابوداؤ، اور مسند احمد کے الفاظ یوں ہیں۔

غزوہ احزاب کے دن مشرکین کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا

شغلونا عن الصلوٰة الوسطیٰ ، صلوٰة العصر۔

انہوں نے ہمیں درمیانی نماز، نماز عصر سے روکے رکھا ان الفاظ میں نماز وسطیٰ کی وضاحت وتعیین نماز عصر سے کی گئی ہے۔

حدیث دوم:

اور دوسری حدیث ابن ماجہ ، بیہقی ، مصنف عبدالرزاق، محلّی ابن حزم اور تفسیر طبری میں حضرت علیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

كنا نراها الصبح او الفجر حتى سمعت رسول الله ﷺ يقول يوم الاحزاب شغلونا عن الصلوٰة الوسطىٰ صلاة العصر ملأ الله قبورهم واجوافهم النار۔

ہم نماز فجر کو ہی نماز وسطیٰ سمجھا کرتے تھے حتیٰ کہ غزوہ احزاب کے دن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ نماز عصر سے روکے رکھا اللہ ان کے پیٹوں اور گھروں کو آگ سے بھردے۔

حدیث سوم:

اسی طرح حدیث اول سے ملتی جلتی ایک حدیث صحیح مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، اور مسند احمد کے علاوہ بیہقی وطیالسی میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے اس میں بھی نبی اکرم ﷺ نے نماز عصر کو ہی نماز وسطیٰ قرار دیا ہے۔

اور یاد رہے کہ غزوہ احزاب یا غزوہ خندق کے موقع پر بعض احادیث کی رو سے نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء سبھی میں دیر ہوگئی تھی جبکہ صحیحین کی حدیث میں صرف نماز عصر مزکور ہے امام ابن العربی نے تو کہا ہے کہ صحیحین کی حدیث راجح ہے جبکہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دونوں طرح کی احادیث ہی صحیح ہیں۔ اور غزوہ خندق کا واقعہ کئی دنوں پر محیط تھا لہذا ممکن ہے کہ کسی دن چار نمازیں اور کسی دن صرف عصر میں تاخیر ہوئی ہو۔

حدیث چہارم:

جبکہ صحیح مسلم ، ترمذی اور دیگر کتب حدیث میں ایک چوتھی روایت بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبویؐ ہے

صلوٰة الوسطیٰ صلوٰة العصر

نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

حدیث پنجم:

اور پانچویں حدیث ترمذی، مسند احمد، بیہقی، تفسیر طبی اور معانی الآثار طحاوی میں حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الصلوٰة الوسطیٰ صلوية العصر۔

نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

حدیث ششم:

اور چھٹی حدیث بیہقی اور طبری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جس میں ارشاد نبویؐ کے الفاظ بھی یہی ہیں

الصلوٰة الوسطیٰ صلوٰة العصر

نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔

آثار صحابہؓ:

اس موضوع اور مفہوم کی اور بھی کتنی ہی احادیث ہیں لیکن ہم نے ان میں سے صرف صحیح اسنا والی یہ چھ احادیث ہی ذکر کی ہیں جو کہ مرفوع ہیں یعنی نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر مشتمل ہیں جن کی موجودگی میں کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی جبکہ صحابہ وتابعین کے بکثرت آثار بھی اسی معنی کے ملتے ہیں۔

اثر اول:

جس میں اثر اول حضرت علیؓ سے ملتے جلتے الفاظ سے طبری، شعب الایمان بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید میں مروی ہے۔ ابو صہباء بکریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ نماز وسطیٰ کون سی ہے؟ انہوں نے فرمایا:

هی صلوٰة العصر وهی التی فتن بها ابن داؤد علیہ السلام۔

وہ نماز عصر ہے اور یہی وہ نماز ہے جس سے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام آزمائے گئے تھے۔

اثر ثانی:

اور اثر ثانی طبری، بیہقی اور محلّی ابن حزم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

الصلوٰة الوسطیٰ صلوٰة العصر

نماز عصر نماز وسطیٰ ہے۔

اثر ثالث:

اور اثر ثالث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تفسیر طبری، مصنف عبدالرزاق، محلّی ابن حزم اور معانی الآثار طحاوی (واللفظ لہ) میں مروی ہے اور اس کے الفاظ بھی من وعن یہی ہیں جو کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے۔

اثر رابع:

اور اثر رابع ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے جو کہ تفسیر طبری اور دیگر کتب میں مزکورہ ایت کی تفسیر کے ضمن میں وارد ہوا ہے اور انہون نے بھی نماز وسطیٰ کی تفسیر نماز عصر سے کی ہے۔

اثر خامس:

اور اثر خامس طبری ابن ابی شیبہ اور محلّی ابن حزم میں ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی اور اس میں ان کے الفاظ بھی "الصلوٰة الوسطیٰ" "صلوٰة العصر" ہی ہیں۔ ان آثار سے بھی پتہ چلا کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہی ہے نہ کہ کوئی دوسری نماز۔

آثار تابعین:

اور ان آثار صحابہ کی طرح ہی تابعین کرامؒ سے بھی بکثرت آثار ملتے ہیں۔ جس میں سے نماز وسطیٰ کی تعیین نماز عصر سے ہی کی گئی ہے۔ چنانچہ ابراہیم نخعی، حسن بصری، قتادہ، زربن جیش، ضحاک اور مجاہدؒ کے آثار تفسیر ابن جریر طبری میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

یہ ہوا کہ نماز وسطیٰ جس کی محافظت کی قرآن کریم میں سخت تاکید کی گئی ہے۔ وہ نماز عصر ہے اور یہی راجح مسلک ہے اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری مین بیس اقوال اور ان کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد ترجیح نماز عصر والے قول کو ہی دی ہے۔

نماز میں پابندی وقت حدیث شریف کی روشنی میں:

نمازوں کی ادائیگی میں پابندی وقت کی بات شروع ہوئی تھی اور قرآن کریم کی بعض آیات سے اس موضوع کا آغاز کیا گیا تھا اور سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۸ میں نمازوں کی ادائیگی میں پابندی وقت کی تاکید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے نماز وسطیٰ کی محافظت کا بطور خاص حکم فرمایا ہے اور نماز وسطیٰ کی تعیین بھی ہم نے احادیث و آثار کی روشنی میں قدرے تفصیل کے ساتھ کردی ہے کہ وہ نماز عصر ہے اور پھر یہ۔

ترک وتفویت عصر پر وعید:

نماز عصر اتنی قدرومنزلت کی حامل ہے کہ اس کی اہمیت صرف اسی بات سے معلوم ہو جاتی ہے کہ صحیح بخاری مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ارشاد نبوی ہے:

الذی تفوته صلوه العصر كانما وتر اهله وماله۔

جس کی نماز عصر فوت ہوگئی وہ ایسے ہے جیسے کہ کسی کے اہل و مال ہی ہلاک و برباد ہوگئے ہوں۔

> جب ہم کسی شخص کو نماز فجر اور عشاء سے غائب پاتے تو اس کے بارے میں نفاق میں مبتلاء ہونیکا برا گمان کرتے تھے

اس حدیث پر امام بخاریؒ کی تبویب

باب اثم من فاتته العصر اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کے فوت ہوجانے سے مراد اس کا بالکلیہ ترک کرنا نہیں بلکہ اس کے وقت جواز سے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مراد ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری، سنن نسائی و ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں حضرت ابو ملیحؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے سلسلہ میں ہم حضرت ابو بریدہ اسلمیؓ کے ہمراہ تھے جبکہ اس دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے تو حضرت بریدہؓ نے فرمایا:

بکرو صلوة العصر فان النبی ﷺ قال من ترك صلوه العصر فقد حبط۔

نماز عصر ادا کرنے میں جلدی کرو کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے نماز عصر ترک کردی اس کے تمام اعمال برباد ہوگئے۔

> نماز عصر اتنی قدر و منزلت کی حامل ہے کہ اس کی اہمیت صرف اسی بات سے معلوم ہو جاتی ہے کہ صحیح بخاری مسلم اور سنن اربعہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ارشاد نبوی ہے: جس کی نماز عصر فوت ہوگئی وہ ایسے ہے جیسے کہ کسی کے اہل و مال ہی ہلاک و برباد ہوگئے ہوں

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ اس مقام پر بھی ترک سے مراد بالکلیہ ترک نہیں بلکہ نماز کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اسے اس کے وقت جواز سے نکال دینا ہے جیسا کہ حضرت بریدہؓ کے نماز عصر کو جلدی ادا کرنے کے حکم سے پتہ چلتا ہے۔ مطلق ترک کردینا یا انکار کردینا یا انکار تو نہ کرنا مگر اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسکو ترک کردینا جیسے اقوال بھی ملتے ہیں لیکن ان سب اقوال سے اولیٰ مفہوم وہی ہے جو اس ارشاد نبوی کے راوی صحابی نے سمجھا ہے اور تمام اعمال کا برباد ہوجانا وعید شدید اور سخت زجر و توبیخ ہے۔ اور حافظ عسقلانیؒ کے نزدیک تمام اعمال کی بربادی کے ظاہری معنیٰ کی بجائے اقرب تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد محض زجر شدید۔

محافظت عصر و فجر:

اور بعض احادیث رسول ﷺ ایسی ہیں کہ جن میں نماز عصر کے ساتھ ہی نماز فجر کی ادائیگی پر محافظت اور ان دونوں نمازوں کی فضیلت ذکر کی گئی ہے مثلاً صحیح بخاری و مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

من صلی البردین دخل الجنة۔

جس نے دو ٹھنڈی نمازیں یعنی فجر وعصر پابندی سے ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگیا اور صحیح مسلم ابوداؤد نسائی اور مسند احمد و صحیح ابن خزیمہ میں اور زعیرہ عمارہ بن رؤیبہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

لن يلج النار احد صلى قبل طلوع الشمس وقبل غروبها يعني الفجر والعصر۔

وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس نے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے والی نمازیں یعنی فجر وعصر پابندی سے ادا کیں اور صحیح مسلم، ترمذی، مسند احمد اور معجم طبرانی میں حضرت جندب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

نصلی الصبح فهو فی ذمة الله فلايطلبنكم الله من ذمته بشئ يدكم ثم كبه على وجهه فی نار جهنم۔

جس نے نماز فجر ادا کی وہ اللہ کے ذمہ میں آ گیا پس اللہ تمہیں اپنے ذمہ کو ترک کرنے کیلئے کسی معاملہ میں مواخذہ نہ کرتے ورنہ جسے اس نے اپنے ترک ذمہ کیلئے طلب کرلیا تو وہ اسے پکڑ لے گا۔ اور اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔

جس نے نماز فجر ادا کی وہ اللہ کے ذمہ میں آ گیا پس اللہ تمہیں اپنے ذمہ کو ترک کرنے کیلئے کسی معاملہ میں مواخذہ نہ کرتے ورنہ جسے اس نے اپنے ترک ذمہ کیلئے طلب کرلیا تو وہ اسے پکڑ لے گا۔ اور اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں پھینک دے گا

جبکہ صحیحین وسنن اربعہ اور مسند احمد میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ بیان کرتے ہیں:

كنا عند النبی ﷺ فنظر الى القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم كما سترون هذا القمر لاتضامون فی رؤيته فان استطعتم الاتغلبوا على صلوة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها فافعلو۔

ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے آپ ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا تم اپنے پروردگار کو بھی اسی طرح دیکھو گے جس طرح آج اس چاند کو دیکھ رہے ہو تمہارے اسے دیکھنے میں کوئی کی کرنیوالی چیز حائل نہیں ہوگی لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ اگر ہو سکے تو کوئی چیز طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے والی دو نمازوں (فجر وعصر) کو ادا کرنے سے روکنے میں تم پر غالب نہ آنے پائے۔

اور پھر سورہ ق کی اس آیت کی تلاوت کی:

وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب۔

اور طلوع آفتاب سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اللہ کی تسبیح کرو۔

اور اس حدیث کے ایک راوی اسماعیل فرماتے ہیں۔

افعلوا فلا تقوتنكم۔

یہ کام کرگزرو کہ یہ نمازیں فوت نہ ہونے پائیں۔

اسباب فضیلت عصر وفجر:

اور صحیح مسلم وسنن نسائی میں حضرت ابو بصرہ غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں مخمص نامی جگہ پر عصر کی نماز پڑھائی اور پر فرمایا:

ان هذه الصلوة عرضت على من كان قبلكم فضيعوها فمن حافظ عليها كان له اجره مرتين ولاصلوة بعدها حتى يطلع الشاهد۔

یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی پیش کی گئی مگر انہوں نے اسے ضائع کردیا پس جس نے اس کی نگہداشت کی اسے دوہرا اجر ملے گا اور اس کے بعد ستارہ نکلنے یعنی غروب آفتاب تک کوئی نفلی نماز نہیں ہے۔

اس حدیث میں نماز عصر کی فضیلت کا سبب بھی آ گیا ہے جبکہ ایک دوسری حدیث میں نماز فجر وعصر دونوں کی فضیلت ومحافظت کا سبب ایک اور بھی مذکور ہے اور وہ ہے ان نمازوں کی محافظت کرنیوالوں کیلئے فرشتوں کی اللہ کے حضور گواہی۔ چنانچہ صحیح بخاری ومسلم، نسائی وابن خذیمہ السنۃ لابن ابی عاصم اور مسند احمد میں حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون فی صلوة الفجر وصلوة العصر ثم يعرج الذين باتوا فيكم ، فيسئلهم ربهم۔ وهوأعلم بهم كيف تركتم عبادی

تمہارا اعمال نامہ لکھنے والے فرشتے دن اور رات کو بدلتے رہتے ہیں جبکہ نماز فجر اور عصر کے وقت دن اور رات والے فرشتے سب ہی اکٹھے ہوجاتے ہیں پھر جن فرشتوں نے تمہارے مابین رات گزاری ہوتی ہے وہ آسمان کیطرف چڑھ جاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ خود زیادہ جاننے والا ہے۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔

تو فرشتے کہتے ہیں:

تركنا هم وهم يصلون واتيانهم وهم يصلون۔

ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان لوگوں کے پاس گئے تھے تو بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے

سبحان اللہ فجر وعصر کی پابندی پر مومن

کیلئے فرشتوں کی گواہی کی کیا شان لئے ہوئے ہے
اللھم اجعلنا من یحافظون علیھا والاخریٰ آمین

محافظت فجر وعشاء:

اور بعض احادیث ایسی بھی ہیں جسمیں

> جس نے نماز عشاء باجماعت ادا کی اس نے گویا نصف رات قیام کیا۔ اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی تو اس نے گویا ساری رات ہی نماز میں گزار دی

صرف فجر اور بعض میں فجر کے ساتھ ہی عشاء کا ذکر آیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری شریف اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تفضل صلوٰۃ الجمع صلوٰۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین جزائا وتجتمع ملائکة اللیل والنھار فی صلوٰۃ الفجر.

تم میں سے کسی اکیلے کے نماز پڑھنے سے نماز باجماعت کا ثواب پچیس حصے زیادہ ہے۔ اور نماز فجر میں رات اور دن کے (نامۂ اعمال لکھنے والے) فرشتے جمع ہوتے ہیں۔

اور پھر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ چاہو تو سورہ اسراء کی آیت ۷۸ پڑھ کر دیکھ لو (جس میں ارشاد الٰہی ہے)

ان قرآن الفجر کان مشھودا

بے شک فجر کے وقت قرآن پڑھنے پر اللہ کے فرشتے گواہ بنتے ہیں اور صحیح مسلم ومسند احمد میں حضرت عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

من صلیٰ العشاء فی جماعة فکأنما قام نصف اللیل ومن صلی الصبح فی جماعة فکانما صلی اللیل کله.

جس نے نماز عشاء باجماعت ادا کی اس نے گویا نصف رات قیام کیا۔ اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے پڑھی تو اس نے گویا ساری رات ہی نماز میں گزار دی۔

اور ابو داؤد وترمذی میں بھی حضرت عثمان غنیؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلی العشاء فی جماعت کان کقیام نصف لیلة ومن صلی العشاء والفجر کان کقیام لیلة.

جس نے نماز عشاء باجماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے نماز فجر وعشاء دونوں ہی جماعت سے پڑھ لیں اس نے گویا پوری رات ہی قیام میں گزار دی

آپ کو یاد ہوگا کہ اس مفہوم کی کتنی ہی احادیث نماز باجماعت کے موضوع کے تحت بھی گزری ہیں۔

اور صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لیس صلوٰۃ اثقل علی المنافقین من صلوٰۃ الفجر والعشاء ولو یعلمون مافیھما لاتوھا ولوحبوا.

منافقین پر نماز فجر وعشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں اگر انہیں معلوم ہوجائے کہ ان دونوں نمازوں میں کتنا اجر ہے تو پھر یہ ضرور آئیں۔ چاہے انہیں سرینوں کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔

ایسے ہی صحیح بخاری ومسلم نسائی موطا امام مالک اور مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ سے ہی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لویعلم الناس مافی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا الاان یستھمو علیه لاستھموا ولو یعلمون ما فی التھجیر لاستبقواالیه ولویعلمون مافی العتمة والصبح لاتوھا والوحبوا.

اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اذان کہنے اور صف اول میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے میں کس قدر اجر وثواب ہے تو پھر انہیں اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہے کہ ان کاموں میں اپنی باری مقرر کرنے کیلئے وہ قرعہ اندازی کیا کریں اور اگر انہیں نماز ظہر کیلئے مسجد میں بروقت جانے کے ثواب کا پتہ چل جائے تو ضرور سبقت وپہل کرکے جایا کریں اور اگر انہیں نماز عشاء وفجر کے فضائل

> منافقین پر نماز فجر وعشاء سے بھاری کوئی نماز نہیں اگر انہیں معلوم ہوجائے کہ ان دونوں نمازوں میں کتنا اجر ہے تو پھر یہ ضرور آئیں۔ چاہے انہیں سرینوں کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے

وبرکات کا صحیح اندازہ ہوجائے تو وہ ان دونوں نمازوں میں ضرور شریک ہوا کریں چاہے انہیں کولہوں کے بل گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔

اور اسی طرح ہی مگر قدرے مختصر الفاظ سے سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے بھی مروی

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لویعلم الناس ما فی صلوٰۃ العشاء وصلوٰۃ الفجر لاتوھا ولوحبوا ۔

اگر لوگوں کو نماز عشاء اور فجر کے ثواب کا علم ہو جائے تو وہ ان نمازوں میں ضرور شامل ہوں چاہے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہی کیوں نہ آئیں۔

نماز فجر کی عموی فضیلت کے علاوہ جمعہ کے دن کی فجر کا خصوصی مقام بتایا گیا ہے حتی کے نبی اکرم ﷺ نے اسے باجماعت ادا کرنیکی شکل میں تمام نمازوں سے افضل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ شعب الایمان بیہقی اور حلیۃ الاولیاء ابونعیم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

افضل الصلوٰت عنداللہ صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ فی جماعۃ.

اللہ کے نزدیک تمام نمازوں سے افضل ترین نماز جمعہ کے دن باجماعت ادا کی گئی نماز فجر ہے۔

اور جمعہ کی نماز فجر کو باجماعت ادا کرنیکے افضل ترین نماز ہونیکی وجہ بڑی واضح سی ہے کہ بعض احادیث کے پیش نظر اس رات کو لوگ عموماً عام دنوں کی نسبت ازدواجی معاملات میں زیادہ وقت دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں صبح کی نماز کے رہ جانیکا زیادہ خدشہ ہوتا ہے لہٰذا جو شخص ازدواجی ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآء ہو اور صبح ہونے پر نماز فجر بھی باجماعت ادا کرے تو ایسی نماز کو یقیناً دوسری نمازوں سے افضل ہونا ہی چاہیئے اور آج اسلامی ممالک میں جمعہ کے دن کو ہفتہ وار چھٹی ہوتی ہے۔ اسلیئے بھی لوگ رات کو زیادہ جاگ لیتے ہیں کہ چلو صبح چھٹی ہے سولیں گے نتیجہ فجر کے رہ جانیکا بھی امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔

اور نماز فجر عشاء کی اہمیت کا اندازہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے مروی اس ارشاد سے ہی لگایا جاسکتا ہے جو صحیح ابن خذیمہ، مسند بزار اور معجم طبرانی میں ہے۔ جسمیں وہ فرماتے ہیں۔

کنا اذا فقدنا الرجل فی الفجر والعشاء اسانابہ الظن.

جب ہم کسی شخص کو نماز فجر اور عشاء سے غائب پاتے تو اس کے بارے میں نفاق میں مبتلاء ہونیکا برا گمان کرتے تھے۔

ان تمام احادیث مین نماز فجر وعشاء پر محافظت و پابندی کرنیکا حکم دیا گیا ہے اور حضرت عمر فاروقؓ سے مروی اثر میں یہ بتایا گیا ہے کہ تمام صحابہ کرام کے نزدیک نماز عشاء فجر سے غائب رہنے والے شخص کا ایمان مشکوک ہو جاتا تھا اور وہ اس کے بارے میں بدظن ہو جاتے تھے کہ کہیں وہ منافق تو نہیں ہو گیا۔

نماز ظہر کی فضیلت اور اس پر محافظت:

اور جس طرح نماز فجر وعشاء اور عصر پر محافظت کی ان احادیث میں تاکید آئی ہے ایسے ہی بخاری ومسلم، نسائی، موطا امام مالک، اور مسند احمد میں مروی حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے نماز ظہر کی محافظت کی بھی ترغیب دلائی ہے۔ اور اسے اول وقت مین ادا کرنے پر بڑے ثواب کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

ولویعلمون مافی التھجیر لاستبقوا الیہ .

کہ اگر ان لوگوں کو نماز ظہر بروقت ادا کرنیکے اجر وثواب کا پتہ چل جائے تو وہ ضرور اس کی طرف بھاگے بھاگے آئیں اور ایک دوسرے پر سبقت وپہل حاصل کرنے لگیں۔

نماز مغرب کی فضیلت اور اس پر محافظت:

اس طرح چار نمازوں کی فضیلت اور ان پر محافظت کے سلسلہ میں متعدد احادیث آگئی ہیں اور پانچویں نماز ہے نماز مغرب۔

خاص نماز مغرب کے نام سے متعلقہ تو ہمیں کوئی حدیث نہیں ملی جسمیں اس کی فضیلت اور اس پر محافظت کا ذکر ہو۔ البتہ بعض مطلق احادیث میں فرض نمازوں کی بروقت ادائیگی ومحافظت کا ذکر ایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نماز مغرب بھی اسمیں شامل ہے اور دو ٹھنڈی نمازوں کی فضیلت صحیح بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں آئی ہے اور ان ٹھنڈی نمازوں میں سے ہی ایک اس نماز مغرب کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلی البردین دخل الجنۃ .

جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پابندی سے ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

ان دونوں نمازوں سے مراد تو فجر اور عصر ہیں اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ان دونوں کے نام بھی وارد ہوئے ہیں البتہ حضرت ابوعبیدؒ سے منقول ہے کہ نماز مغرب بھی اس میں داخل ہے۔ ویسے تو نماز عشاء وقت کے لحاظ سے اس سے بھی ٹھنڈی ہوتی ہے مگر اسے کسی نے اس حدیث میں داخل نہیں کیا کیونکہ وہ رات کی نماز شمار ہوتی ہے جبکہ ٹھنڈی نمازوں کو دن کی ٹھنڈی نمازیں کہا گیا ہے جیسا کہ امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ عصر وفجر کو ٹھنڈی نمازیں اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں دن کے ٹھنڈے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں جو کہ اس کے اطراف یعنی آغاز و اختتام میں اور جبکہ طلوع آفتاب سے پہلے پڑھی جانے والی نماز کو آغاز شمار کر لیا گیا ہے تو مغرب کو اختتام دن کی نماز شمار کیا جاسکتا ہے اور ابوعبید نے غالباً اسی وجہ سے ہی نماز مغرب کو اس حدیث میں داخل قرار دیا ہے۔

جو کہ اگرچہ نماز مغرب کے ساتھ خاص تو نہیں بلکہ نماز پنجگانہ سے متعلق ہیں لیکن چونکہ یہ بھی نماز پنجگانہ میں سے ایک ہے لہٰذا یہ بھی اس فضیلت کی حامل ہے جو احادیث میں وارد ہے۔

مجلہ کی ترویج وترقی کیلئے آپ اپنی قیمتی آراء اس ایڈریس پر بھیجیں۔
tarjuman@hotmail.com